وفیات

آہ! حضرت مولانا نور محمد تونسوی رحمہ اللہ......!!!

حمزہ احسانی

مناظر اسلام، محقق اہل سنت، وکیل احناف، ترجمان مسلک دیوبند، جامعہ عثمانیہ ترنڈہ محمد پناہ (ضلع رحیم یار خان) کے بانی و مہتمم، اتحاد اہل السنۃ والجماعۃ کے مرکزی سرپرست اعلیٰ، تیس سے زائد علمی و تحقیقی کتب کے مصنف، ہمارے ہر دل عزیز مقتداء و راہ نما و پیشوا، قاطع شرک و بدعت، جامع المعقول والمنقول حضرت مولانا ابو احمد نور محمد تونسوی قادری رحمۃ اللہ علیہ مؤرخہ ۱۵ رجنوری ۲۰۱۵ء بمطابق ۲۳ ربیع الاول ۱۴۳۶ھ بروز جمعرات دن ایک بجے، ۶۸ رسال کی عمر میں اللہ کو پیارے ہوگئے۔ إنا للہ وإنا إلیہ راجعون

حُسنِ اتفاق سے بندہ ناچیز وفات کے وقت حضرت ؒ کے پاس ہی موجود تھا۔ دو تین دن سے حضرت رحمہ اللہ کی طبیعت شوگر کی بے حد کمی کی وجہ سے ناساز تھی، پانچ چھ گھنٹے مسلسل بے ہوشی بھی طاری رہی۔ علاج جاری تھا، ڈاکٹر صاحبان تسلی بھی دے چکے تھے۔ جمعرات کو صبح بیٹوں نے بہاول پور ہسپتال میں رابطہ کر کے باری نمبر حاصل کر لیا۔ لیکن حضرت ؒ جانے کے لیے تیار نہ ہوئے، فرمایا: شام تک دیکھ لو! اگر طبیعت سنبھل گئی تو ٹھیک، ورنہ ہسپتال چلے جائیں گے۔ شوگر بہت کم تھی، کھانا پینا بھی تقریباً موقوف تھا۔ دن کو چائے کے ساتھ رس تناول فرمائے۔ ایک بجے کے لگ بھگ اچانک بیٹے سے فرمایا: شوگر چیک کرو! شوگر چیک کی تو حیرت ناک بلکہ خطرناک ترین حد تک بڑھ چکی تھی۔ ۵۸۰ سے بھی زائد۔ فوراً ڈاکٹر کو بلوایا گیا۔ حضرت ؒ نے فرمایا مجھے لٹا دو! لیٹتے ہی بے ہوشی طاری ہوگئی۔ ڈاکٹر صاحب کے تشریف لانے تک حضرت ؒ بے ہوش ہو چکے تھے اور شاید سانس بھی رک چکا تھا۔

اسی اثناء میں بندہ ناچیز کو بھی اندر بلوا لیا گیا۔ سانس بند ہو جانے کا علم ہوا۔ سر کی جانب صاحبزادہ مولانا احمد اللہ اور صاحبزادہ مولانا عبید اللہ اور ان کے قریب صاحبزادہ مولانا حامد اللہ کھڑے تھے، پائنتی جانب بندہ ناچیز۔ بعض دیگر احباب بھی موجود تھے۔ ڈاکٹر صاحب ای سی جی مشین کا دریافت کر رہے تھے، ایک اور ڈاکٹر صاحب سے رابطہ کر کے ای

سی جی مشین سمیت آنے کی درخواست کی گئی۔ چند منٹ بعد وہ بھی تشریف لے آئے۔ انہوں نے دل کی دھڑکن چیک کی، پھر آنکھیں دیکھیں اور ''اناللہ'' کے ساتھ قیامت خیز حادثہ کی خبر دیدی۔ إنا لله وإنا إليه راجعون

مناظرانہ طبیعت، فرق باطلہ کے خلاف محققانہ وماہرانہ صلاحیت اور مسلک سے والہانہ مگر عالمانہ عقیدت کے باوجود دعوت وتبلیغ کے ساتھ خصوصی شغف رکھتے تھے اور اسے دین ومسلک کی اشاعت وحفاظت اور عوام الناس کے ایمان وعمل کی سلامتی وبقا کا اہم ذریعہ سمجھتے تھے۔ تیس (۳۰) سال سے زائد عرصہ تو آپ ترنڈہ محمد پناہ کی جامع مسجد میں خطابت کے فرائض سرانجام دیتے رہے۔ اس کے علاوہ ملک بھر کے دینی اجتماعات میں بالعموم اور اپنے علاقہ کی دینی محافل میں بالخصوص آپ بیانات فرماتے رہے۔ علاوہ ازیں تبلیغی جماعت کے دفاع اور اس پر اعتراضات کے جواب میں مختلف کتب بھی آپ نے تصنیف فرمائیں۔ شاید یہی وجہ ہے کہ مشہور مبلغ مولانا محمد طارق جمیل مدظلہم بھی آپ سے زیارت وملاقات کے لیے خود حاضر ہوئے۔

دعوت وتبلیغ کے ساتھ درس وتدریس اور تحقیق وتصنیف بھی آپ کا عمر بھر کا مشغلہ رہا، مسلک حق کی اشاعت وحفاظت تو گویا آپ کا اوڑھنا اور بچھونا تھا۔ نجی محافل ہوں یا اجتماعی مجالس، جمعہ کا خطاب ہو یا دینی جلسہ، ماہانہ رسالے کے لیے مضمون ہو یا باقاعدہ کتابچہ، مفصل مدلل تصنیف ہو یا مسئلہ کے جملہ پہلوؤں کا احاطہ کرنے والی محققانہ تالیف ہر مقام، ہر میدان اور ہر محاذ پر آپ نے مسلک کی ترجمانی اور دفاع کا فریضہ ڈنکے کی چوٹ سرانجام دیا۔ آپ کے مضامین کی وقعت کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ حکیم العصر، شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانویؒ (سابق امیر: عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت) جیسی بلند پایہ علمی شخصیت نے ایک موقع پر فرمایا:

''مولانا نور محمد صاحب کے مضامین ماہنامہ الخیر اور دوسرے رسائل میں بہت شوق سے پڑھتا ہوں۔''

اور تصانیف کی جامعیت ونافعیت کا اندازہ اس واقعہ سے لگائیے کہ شہید ناموس رسالت، ہمارے محبوب حضرت مولانا سعید احمد جلال پوری شہید رحمہ اللہ، حضرت مولانا نور محمد صاحب رحمہ اللہ کی خدمت میں باقاعدہ تشریف لائے اور فرمایا: ''ہمارے حضرت شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہید رحمہ اللہ اگر حیات ہوتے تو آپ کی تالیف ''قبر کی زندگی'' پر آپ کو ضرور انعام سے نوازتے۔ لیکن اب وہ نہیں تو بندہ کی طرف سے انعام قبول فرمائیں۔'' پھر نقد رقم پیش کی اور فرمایا: ''اس عنوان (حیات النبی ﷺ) پر جو کچھ آپ کے سینے میں ہے، اسے کاغذ پر منتقل کردیں اور مسلسل لکھتے رہیں۔ صرف اسی پر اکتفاء نہ کریں۔ ورنہ آپ قبر میں چلے جائیں گے اور سب کچھ ساتھ لے جائیں گے۔'' عقیدہ حیات النبی اور اس کے متعلقات کے حوالے سے تو اپنے وقت میں پاکستان بھر کے سب سے بڑے ماہر، محقق اور جامع سمجھے جاتے تھے۔

آپ کی مطبوعہ تصانیف کی تعداد تیس (۳۰) سے زائد ہے، جن میں: [۱]......الحیات بعد الوفات یعنی قبر کی زندگی، [۲]......تبلیغی جماعت کا شرعی مقام، [۳]......حقیقی نظریات صحابہؓ، [۴]......سیدنا علیؓ اور سیدنا امیر معاویہؓ کی آپس

میں محبت وعقیدت، [۵]......شان ابی حنیفہؒ در احادیث شریفہ، [۶]......روح کی آڑ میں مسلمہ حقائق کا انکار، [۷]......مولانا طیب پنج پیری سے ایک سو چار (۱۰۴) سوالات، [۸]......مزید تین سو پینتیس (۳۳۵) سوالات، [۹]......ایک ریٹائرڈ فوجی کے سات سوالات کے جوابات، [۱۰]......مجموعہ سوالات، [۱۱]......اسلام کے نام پر ہوئی پرستی (کیپٹن مسعود عثمانی کے نظریات کا مکمل، مدلل، تحقیقی وعلمی محاسبہ)، [۱۲]......عذاب قبر کی صحیح صورت کے منکر کا شرعی حکم، [۱۳]......تبلیغی اعمال کی شرعی حیثیت، [۱۴]......سوال گندم جواب چنا، [۱۵]......عقیدہ حیات قبر اور علماء اسلام، [۱۶]...... جہادِ نفس، [۱۷]......تبلیغی جماعت اور مشائخ عرب، [۱۸]......تبلیغی جماعت اور عرب علماء، [۱۹]......عقیدہ حیات قبر اور علم وفہم میت کی حدیث، [۲۰]......مقالات تونسوی، [۲۱]......معیار صداقت، [۲۲]......غیر مقلدین عوام، غیر مقلدین علماء کی نظر میں، [۲۳]......مسنون نماز تراویح، [۲۴]......منکرین حیات کی خوفناک چالیں، [۲۵]......عتیق الرحمٰن کی قلابازیاں، [۲۶]......نماز جنازہ میں مسنون دعا، [۲۷] ...... شان سیدنا ابی سفیانؓ، [۲۸]......زبلة التحقيقات فی إثبات الدعاء بعد المكتوبات، [۲۹]......هو الكذاب، [۳۰]......تحقيق المسئلتين. وغیرہ شامل ہیں۔مختلف رسائل وجرائد میں طبع ہونے والے سیکڑوں مضامین اس کے علاوہ ہیں۔

بلند پایہ علمی شان کے باوجود سادگی، عاجزی، للّٰہیت، اخلاص وتقویٰ کوٹ کوٹ کر بھرے ہوئے تھے، دیانت داری کا بہت زیادہ اہتمام تھا۔کبھی بھی حق قبول کرنے یا غلطی سے رجوع میں پس وپیش سے کام نہیں لیا۔مخالف کی طرف سے سخت طعن وتشنیع کے باوجود انتہائی تحمل وبردباری کا مظاہرہ فرماتے تھے۔ایسے ہی ایک موقع پر فرمایا: ''جو کچھ آپ نے بندہ عاجز کے بارے میں لکھا، بندہ اُس سے بھی کم تر بلکہ بدتر ہے۔اللہ پاک کی شان کریمی نے پردہ ڈال رکھا ہے۔'' بڑوں کا ادب کبھی بھی ہاتھ سے نہیں جانے دیا اور چھوٹوں پر شفقت کا تو کیا ہی پوچھنا تھا۔اکابر کا احترام اور اصاغر کی حوصلہ افزائی اور ان کے لیے شب وروز دعائیں آپؒ کا معمول تھا۔

جامعہ عبداللہ بن مسعود خان پور کے استاذ الحدیث حضرت مولانا مفتی عبدالستار صاحب مدظلہم، حضرت مولانا حاجی احمد گمانوی مدظلہم کے حوالے سے فرمارہے تھے کہ: شدید علالت اور نقاہت کے عالم میں بھی حضرت رحمہ اللہ کو مسلک کی فکر لاحق تھی، چنانچہ ان سے فرمایا: مسلک دیوبند اور علماء کرام پر بہت سے لوگوں نے اعتراضات کیے، جن کا جواب ابھی باقی ہے، اللہ پاک مجھے صحت سے نوازیں تو یہ قرض چکادوں۔

اور چند دن قبل ہی کی بات ہے، بندہ نے جامعۃ الرشید کے دارالافتاء میں حضرت رحمہ اللہ کے لیٹر پیڈ پر لکھا ہوا سوال (استفتاء) دیکھا تو شوق کے ہاتھوں مجبور ہو کر اٹھالیا، حضرت رحمہ اللہ نے عقائد ہی کی بابت ایک استفتاء بھیج رکھا تھا کہ: عقائد کی دو قسموں [قطعی اور ظنی] کا ثبوت کہاں ہے۔کیا واقعی بعض عقائد ''ضروریات اسلام'' اور بعض ''ضروریاتِ اہلِ سنت'' سے ہیں؟ اس کی دلیل کیا ہے۔مآخذ کیا ہیں۔وغیرہ وغیرہ۔بندہ نے سرسری نگاہ سے دیکھا تھا، اس لیے مزید کچھ

یاد نہیں۔......اور دار العلوم مدنیہ بہاول پور کے نوجوان فاضل ومتخصص حضرت مولانا مفتی عمر فاروقی صاحب مدظلہ [مدیر: جامعہ بحر العلوم، ترنڈہ محمد پناہ] نے بتایا کہ: وفات سے ایک ہفتہ قبل حضرت رحمہ اللہ ایک مسئلہ دریافت کرنے کے لیے بذات خود ہمارے ادارے میں تشریف لائے۔ اتفاق سے بندہ موجود نہیں تھا۔ تو استفتاء دے کر چلے گئے......

ماہنامہ "صفدر" کے مدیر اعلیٰ حضرت مولانا جمیل الرحمٰن عباسی مدظلہم نے بھی بتایا کہ: حضرت رحمہ اللہ کا ایک استفتاء ہمارے پاس آیا ہوا ہے کہ: آیا عقیدہ حیات النبی ضروریات دین میں سے ہے یا ضروریات اہل سنت میں سے؟ اور اس کی دلیل کیا ہے؟......اللہ اکبر!! کیا شان ہے ہمارے اکابر کی کہ ہر وقت اور ہر لمحہ مسلک ومشرب اور امت کو فتنوں سے بچانے اور اُن کے ایمان کی سلامتی کی فکر ہے۔

ایک مرتبہ بندہ حاضر خدمت ہوا تو مسلکی تشویشناک حالات پر تبصرہ کرتے ہوئے فرمانے لگے: "اب تو صحیح مسلک پر چلنے والے کم ہی رہ گئے ہیں اور ان کی مثال بھی اُس بادشاہ اور وزیر کی سی ہے جنھیں اُن کی قوم نے پاگل سمجھ کر قید کرڈالا تھا۔ پھر حکایت سنائی کہ: "ایک ملک کے نجومیوں نے بادشاہ کو خبر دی کہ فلاں دن یہاں ایک ہوا چلے گی، جو پورے ملک میں پھیلے گی۔ وہ ہوا اتنی خطرناک ہے کہ جسے وہ لگ گئی، وہ اپنا ذہنی توازن کھو بیٹھے گا اور پاگل ہو جائے گا۔ بادشاہ نے اپنے وزیر کو بلاکر مشورہ طلب کیا، وزیر نے کافی سوچ بچار کے بعد کہا کہ: دو کام کرنے ہوں گے: [۱] ایک تو ہم اعلان کردیں کہ سب لوگ اپنے بچاؤ کا انتظام کرلیں اور احتیاطی تدابیر بھی سب کو بتادی جائیں۔ [۲] دوسرا ہم اپنے لیے بھی کوئی ایسی جگہ بنالیں جہاں وہ ہوا نہ پہنچ سکے اور ہم وہ وقت اس مخصوص جگہ میں گزارلیں۔ چنانچہ اعلان کردیا گیا کہ ایک خطرناک اور مہلک قسم کی ہوا چلنے والی ہے، سب لوگ اپنی اپنی حفاظت کا انتظام کرلیں۔ حفاظتی تدابیر بھی بتادی گئیں، لیکن کسی نے اُن کی بات پر توجہ نہ دی۔ بادشاہ اور اس کے وزیر نے ایک خاص جگہ کا انتظام کرلیا اور ہوا چلنے کا وقت اس میں بند رہے۔ جب وہ مہلک ہوا ختم ہوگئی اور بادشاہ ووزیر اپنی مخصوص عمارت یا تہہ خانے سے باہر آئے تو سب لوگ ذہنی توازن کھو چکے تھے۔

اب صورتحال یہ ہوئی کہ بادشاہ اور وزیر جو حکم جاری کرتے، لوگ اُسے غلط سمجھتے اور اپنی سوچ کو درست۔ جب مسلسل ایسا ہونے لگا تو لوگوں نے آپس میں مشورہ کیا کہ ہمارے بادشاہ اور اس کے وزیر کا ذہنی توازن برقرار نہیں رہا اور وہ مجنون ہوچکے ہیں۔ لہٰذا ان کو کرسیٔ اقتدار سے اتار کر قید کردیا جائے اور ان کا علاج کرایا جائے۔"

حکایت سنانے کے بعد ارشاد فرمایا: اب یہی حال ہے کہ ہم نے لوگوں کو بہت سمجھایا کہ بے دینی، نفس پرستی اور اکابر بے زاری کی ہوا چل رہی ہے، اپنے افکار وایمان کی حفاظت کا انتظام کرلو! کسی نے توجہ نہیں دی۔ اب جب سب کو وہ ہوا لگ گئی ہے تو سب ہمیں ہی پاگل اور مجنون سمجھتے ہیں......!!

اللہ تبارک وتعالیٰ حضرت رحمہ اللہ کے درجات بلند سے بلندتر فرمائے، اُن کی اولاد کو اُن کا صحیح جانشین بنائے اور اُن کے قائم کردہ ادارہ جامعہ عثمانیہ سمیت تمام باقیات صالحات کو تاقیام قیامت سلامت وآباد وشاد رکھے۔ آمین۔